"وحدۃ المسلمین" اور "اسلامی اخوت"

(پر امن اسلامی معاشرے کے قیام کا سنہری اصول)

محمد علی رمضانی *

کلیدی کلمات: وحدت، مسلمین، اخوت، پر امن معاشرہ، حبل اللہ۔

خلاصہ:

قرآن مجید مسلمانوں کو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لینے اور تفرقہ میں نہ پڑنے کی تاکید کرتا ہے اور زمانہ جاہلیت کے اختلافات اور آپس کی عداوت اور دشمنی کی صورتحال کو آگ کے گڑھے کے دہانے کھڑے ہونے سے تشبیہ دیتا ہے۔ قرآن مصلح اعظم حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے وسیلے سے عربوں کی باہمی وحدت اور اُلفت کو نعمت قرار دیتا ہے۔ بدقسمتی سے آج ایک بار پھر یہ ملت باہمی عداوت اور اختلاف کی آگ کے گڑھے کے دہانے کھڑی ہے۔ مسلمانوں کو کافر قرار دیا جارہا ہے اور اُمت میں تفرقہ پھیلا کر دین اسلام کی جڑیں کمزور کی جارہی ہیں۔ اپنے چند روزہ اقتدار کو بچانے کی خاطر اس تفرقے کو ہوا دینے میں اسلامی ممالک پر حاکم حکمران اور سیاسی شخصیات بھی کافی حد تک ملوث ہیں۔ لیکن تمام مسلمانوں کا فریضہ یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لینے اور تفرقہ میں نہ پڑنے کے عظیم الشان فریضہ پر عمل کرتے ہوئے تفرقہ پرستی سے بچیں اور اسلامی معاشرے کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے سنہری اصول یعنی وحدۃ المسلمین اور اُخوت اسلامی کے فروغ کی کوشش کریں۔ نہ تنہا مسلمانوں کی تکفیر جیسی قبیح حرکتوں سے باز آئیں بلکہ اسلام کے بتائے ہوئے انسانی حقوق کا احترام کرتے ہوئے اسلامی ممالک میں بسنے والی اقلیتوں کو بھی پُر امن زندگی گزارنے کا موقعہ دیں۔

* مذہبی اسکالر، مدرس۔

قرآن حکیم تمام مسلمانوں کو یہ دستور اور حکم دیتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

یعنی: "تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو، آپس میں پھوٹ نہ ڈالو"۔ (۱)

تفاسیر کی روشنی میں "حبل اللہ"، "اللہ کی رسی" سے مراد دین مبین اسلام اور قرآن ہے۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ واضح طور پر مسلمانوں کو یہ دستور دے رہی ہے کہ قرآن واسلام کو تھام لو، اور اللہ تعالیٰ کا یہ واضح حکم بتلا رہی ہے کہ آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو، آپس میں دست گریباں نہ ہو جاؤ اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اس آیت کریمہ کے تسلسل میں قرآن مجید انتہائی حکیمانہ انداز سے حقائق کی جانب مسلمانوں کو متوجہ کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہو رہا ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

یعنی: "اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آتش کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں (تباہی سے) نکال لیا (بچا لیا) اور اللہ اسی طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ"۔ (۲)

آیت کے اس حصے میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ اسلام سے قبل، زمانہ جاہلیت کی منظر کشی کی گئی ہے اور تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کرنے سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس دور میں انسانی معاشرہ پستی کا شکار تھا۔ اس پست معاشرے کی ایک بُری خصلت یہ تھی کہ وہاں رہنے والے انسانوں میں ایک دوسرے کے لئے ہمدردی کے جذبات مردہ تھے اور ایک دوسرے کا باہمی احترام نہ تھا، لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں اور معمولی اختلافات کی وجہ سے گروہوں اور قبائل میں جنگ چھڑ جاتی اور سالہا سال وہ جنگیں جاری رہتیں۔ وہ باہمی دشمنی اور اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ انسانی معاشرے میں ناحق خون ریزی، دشمنی، نفرتیں اور ایک دوسرے کی توہین و تذلیل کا سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ روئے زمین پر فتنہ و فساد تھا۔ انسانی معاشرہ قتل و غارت گری اور بے جا و ناحق دوسرے انسانوں کا مختلف

بہانوں سے خون بہانے کا گھناؤنا منظر پیش کر رہا تھا۔ معاشرے کے انسان قتل و غارت گری، فتنہ و فساد اور ناامنی سے تنگ آچکے تھے اور پریشان تھے۔

ایسے عالم میں عاقل انسانوں کی نگاہیں ایک مصلح کو ڈھونڈ رہی تھیں کہ کوئی آئے اور آکر فتنہ و فساد سے پُر، پستی وانحطاط میں مبتلا اس معاشرے کو قتل و غارت گری اور نفرتوں کی آگ و آتش میں جھلنے سے نجات دلائے۔ پریشان اور مضطرب، کرب میں مبتلا دکھی انسانیت کوئی ایسا نسخہ کیمیا اور ایسا حسین وخوبصورت، مُحکم و مستحکم اور حکیمانہ و مُدبّرانہ آئین اور قوانین کا مجموعہ چاہتی تھی جو اس بے سکون اور جنگ زدہ معاشرے کو دشمنی اور ناامنی کی بھڑکتی ہوئی آگ سے باہر نکال سکے۔ دشمنی، کینہ و کدورت اور نفرتوں کی آگ کو بجھا کر امن وامان، دوستی واخوت، ہمدردی ورحم دلی اور محبتوں کا گلستان سجا کر انسانوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنا سکھائے۔ معاشرے میں رہنے والے انسان بھائی بھائی بن جائیں۔ نفرت محبت میں بدل جائے، دوستی وہمدردی دشمنی وعداوت کی جگہ اور احترام توہین وتذلیل کی جگہ لے لے۔

ذرا غور فرمایئے کہ اس معاشرے میں کتنی الجھن اور گھٹن کی فضا تھی اور لوگ کسی طرح اس پست اورانسانیت سے دور معاشرے میں سنگین مسائل کو سلجھانے کے لئے تڑپ رہے تھے۔ کوئی مصلح و منجی آکر ایک حکیمانہ آئین کے ذریعے معاشرے میں امن وامان قائم کرے۔ معاشرے کو ہلاکت اور تباہی سے نجات دلائے۔ جی ہاں مصلح اعظم آگئے۔ منجی بشریت تشریف لائے۔ اسلام کا آفاقی پیغام، خداوند متعال کا کامل اور جامع آئین اور مجموعۂ قوانین لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اس آئینِ کامل اور اسلام کے آفاقی پیغام نے معاشرے کو دشمنی، قتل و غارت گری اور ناامنی کی آگ سے بچالیا۔ لوگوں کو اس بھڑکتی آگ میں گر کر تباہ ہونے سے نجات دلائی۔

اب اسلام کی عظیم نعمت کی بدولت لوگ ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے، اسلام نے مستحسن انسانی ہمدردی کے مردہ جذبات کو زندہ کردیا، مردہ قلوب کو حیات عطا کردی۔ ناحق خون ریزی، قتل وغارت گری اور فتنہ و فساد کی اسلام نے سختی سے مذمت کی اور ان چیزوں سے دور رہنے کی نصیحت اور معاشرے کو ان پست صفات سے پاک و پاکیزہ کرنے کی تاکید کی۔ لوگوں کے دلوں سے کدورتوں اور عداوتوں کو ختم کیا۔ ایک دوسرے سے محبت کا سلوک کرنے کی تاکید کی۔ ''اخوت اسلامی'' کے نورانی اصول کو رائج کیا۔

مذکورہ آیت مجیدہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ اسلام کے اس عظیم کارنامے اور اسلام کی عظیم نعمت کو یاد دلا رہا ہے جس کی برکت سے انسانی معاشرہ آگ کے گڑھے میں گر کر تباہ ہونے سے بچ گیا۔ اسلام نے لوگوں کو ابدی ہلاکت سے بچانے کے لئے اپنا سنہرا اصول اور دستور پیش کیا۔ اس دستور کا نام ہے ''وحدۃ المسلمین'' اور '' اخوت اسلامی'' ۔ جب تک مسلمان ان اصولوں پر عمل پیرا رہیں گے، جب تک ''اخوت اسلامی'' کا اہم اور بنیادی اصول اسلامی معاشرے میں زندہ رہے گا اس وقت تک بھائی چارے اور باہمی احترام کی فضا قائم رہے گی اور معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت کے جذبات زندہ رہیں گے۔

اس کے برعکس اگر مسلمانوں نے اسلام کے اس سنہرے اصول کو ترک کردیا اور خدانخواستہ ''اخوت اسلامی'' کے قیمتی دستور کی نافرمانی کی اور اسلامی بھائی چارے کی فضا کو ختم کردیا تو پھر اسلامی معاشرہ زمانہ جاہلیت کے انہی وحشی صفات اور خصلتوں کی جانب پلٹ جائے گا۔ اختلافات کی وجہ سے ناحق خون ریزی اور قتل و غارت گری کا بازار پھر گرم ہو جائے گا۔ اسلامی معاشرے میں یوں تو پھر سے امن و امان تباہ ہو جائے گا، چین و سکون سب برباد ہو جائے گا۔ فتنہ وفساد سے پھر زمین بھر جائے گی۔

ایسے نام نہاد مسلمان جو دوسرے مسلمانوں کو کافر کہہ کر لوگوں کو قتل وغارت گری کے لئے بہکائیں اور بھڑکائیں گے تو معاشرہ پھر ناپسندیدہ صفات سے متّصف ہوجائے گا اور معاشرے میں ناامنی چھاجائے گی، ظلم وجور ہوگا، ناحق خون ریزی اور قتل وغارت گری ہوگی اور اسلام کی آفاقی تعلیم پامال ہو جائے گی۔ ایسا معاشرہ اسلام کی بدنامی کا سبب ہوگا۔ ختمی مرتبت ﷺ کی زحمتیں ضائع ہو جائیں گی۔ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان ایک ایسا قلیل گروہ ہے جو اپنے علاوہ سارے مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہے، اپنے زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعہ دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں مسلمانوں کے درمیان افرا تفری پیدا کرکے، اپنے دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے قتل وغارت گری اور خون ریزی کے قبیح اعمال کی جانب بلاتا اور دعوت دیتا ہے۔

ان قبیح و مذموم اعمال کے ذریعہ یہ لوگ اپنی دنیا کو سنوارنے اور اسلامی معاشرے میں تباہی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مختلف مکاتب فکر کے علماء و مشائخ کے مطابق دہشت گردی اور قتل و غارت گری اسلام میں جائز نہیں اور ناپسندیدہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر اتنی کثرت سے علماء وطلاب دینی، ایک معاشرے میں ہوں اور وہ دہشت گردی کی مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے پرامن اور قوانین کی پابندی کرنے والے شہریوں کے قتل عام کی مذمت کرتے ہوں اور تاکید کرتے ہوں کہ اسے ترک کردیا جائے

تو پھر کیوں معاشرے سے یہ لعنت ختم نہیں ہوتی؟ اس سلسلے میں منافقانہ کردار اسلام سے خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔

خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ اسلام اور عقلائے عالم کی نگاہ میں جو عمل مذموم ہے اس کی ہم ظاہری طور پر تو مذمت کرتے ہوں، لیکن پس پردہ اس مذموم اور قبیح عمل کی تائید اور حمایت کرتے ہوں۔ اگر خدا نخواستہ ایسا ہے تو پھر یہ اسلام کے ساتھ خیانت اور منافقت ہوگی۔ کیونکہ تمام مسلمانوں کو اتحاد اور بھائی چارے کے ساتھ رہنے کا درس اسلام نے دیا ہے۔اسلام نے قتل و غارت گری کو ختم کیا۔ انسانوں کو اسلام کے عظیم اور مقدس آئین کے ذریعہ، امن و امان کے ساتھ مسالمت آمیز زندگی گزارنے کی تعلیم دی۔

اب اگر اپنی تنگ نظری اور کوتاہ فکری کی وجہ سے ایک گروہ دوسرے مسلمانوں کو مختلف بہانوں یا غلط فہمیوں کی وجہ سے کافر کہے، معاشرے میں اشتعال اور شدت پسندی کو ہوا دے اور مادی اور دنیاوی فائدے کے لئے مسلمانوں کو آپس میں لڑوا کر باہم دست و گریباں کردے، معاشرے میں خون ریزی اور فساد برپا کرے تو ایسا کرکے اس نے کوئی اسلام اور مسلمین اور انسانیت کی خدمت نہیں کی، بلکہ دشمنان دین کی جو اسلامی معاشرے کو تہہ و بالا کرنے اور مسلمانوں کو برباد کرنے کے منصوبے بناتے ہیں، خدمت کی ہے۔ اخوت اسلامی کے ختم ہونے اور آپس میں لڑائی جھگڑا کرنے سے اسلامی معاشرے اور مسلمانوں کا نقصان اور اس میں اسلام و مسلمین کے دشمنوں کا فائدہ ہے۔

مذکورہ اور اس سے پہلے والی آیات کریمہ کے شان نزول کے بارے میں تفاسیر میں آیا ہے کہ شاس بن قیس یہودی نے فتنہ برپا کرنے کی غرض سے اوس و خزرج کو ان کے پرانے جھگڑے یاد دلائے اور قریب تھا کہ وہ آپس میں پھر دست و گریباں ہو جائیں، لیکن آیت نازل ہوئی کہ رسول ﷺ کی موجودگی میں یہ جھگڑا کیسا؟ جھگڑے کا کیا جواز ہے۔ (۳) مسلمانوں کو مکمل تقویٰ کی دعوت دی گئی۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

یعنی: "ایمان والو اللہ سے اس طرح ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور خبردار اس وقت تک نہ مرنا جب تک مسلمان نہ ہو جاؤ"۔ (۴)

اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یاد دلایا کہ اسلام کی نعمت سے تمہارے جھگڑے اور اختلافات ختم ہو گئے اور تم بفضل خدا ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔ اب دوبارہ جھگڑا کرکے کہیں پھر آتشِ نفرت میں جھلس کر

خود کو تباہ نہ کرلینا۔ دین اسلام جیسی ریسمانِ ہدایت سے تمسک اور گزشتہ جاہلانہ اختلافات کے مقابلہ میں اسلامی اخوت وبرادری کا حوالہ دے کر اختلافات پھیلانے اور لڑائی جھگڑے کو بھڑکانے سے روکا گیا۔

آیت ۱۰۳ کے بعد والی آیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے تیار کیا گیا تاکہ فتنہ و فساد کی آگ دوبارہ نہ بھڑک جائے (۵) لہٰذا یہ ساری اُمت مسلمہ کا فریضہ ہے کہ ان لوگوں کو روکیں جو مسلمانوں کے درمیان اختلاف بڑھانے کی باتیں کرتے ہیں اور دوبارہ مسلمانوں کو لڑائی جھگڑے کی آگ میں جھونکنا چاہتے ہیں۔ اگر امت مسلمہ، مسلمانان عالم خصوصیت کے ساتھ تمام مکاتبِ فکر کے علماء واسکالرز سنجیدگی سے اس فریضہ کو انجام نہ دیں تو یہ فتنہ و فساد جس نے دوبارہ سر اٹھایا ہے، اسلامی معاشرے کی تباہی کا سبب بن جائے گا۔ اس سے دین مبین اسلام کی بدنامی ہوگی اور دشمنان اسلام کو اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کا موقع ملے گا کہ وہ ان مسائل کو عالمی سطح پر اٹھا کر دین مبین اسلام کو بدنام کریں، جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں۔

مستحکم اور پر امن اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے "وحدۃالمسلمین" اور "اخوت اسلامی" اسلام اور قرآن کا سنہری دستور واصول ہے اور اس ایجنڈے پر عمل پیرا ہونے کی اسلام نے سختی سے تاکید کی ہے۔ سورۂ آل عمران کی اس آیت کریمہ (نمبر ۱۰۳) میں حسین اور خوبصورت انداز میں ماضی کی منظر کشی کرتے ہوئے یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ تم لوگ آپس میں لڑائی جھگڑا اور جنگ و جدال میں گرفتار تھے اور یہ صورتِ حال کچھ ایسی ہے کہ اس طرح جنگ وجدال اور فساد جہاں ہو گویا وہاں پر لوگ آتش کے گڑھے اور جہنم کی آگ کے کنارے پر ہوتے ہیں اور ہلاکت ابدی کا شکار ہونے والے ہوتے ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کا آپس میں پھوٹ کا شکار ہونا اور ان کا لڑائی جھگڑا، قتل و غارت گری، یہ ایک شیطانی عمل اور طاغوتی ایجنڈا ہے۔ تب تو یہ کہا گیا ہے کہ تم لوگ آتش کے گڑھے کے کنارے پر تھے یعنی: ابدی ہلاکت سے دوچار ہونے والے تھے۔ یقیناً انسان اگر الٰہی ایجنڈے کو چھوڑ کر شیطانی اور طاغوتی ایجنڈے پر عمل کرے تو اس کام میں ابدی ہلاکت اور تباہی ہے۔

اسلامی معاشرے میں مسلمانوں کا آپس میں پھوٹ اور تفرقہ کا شکار ہو جانا اور ایک دوسرے کو قتل کرنا مذموم ہے اور یہ قطعاً رحمت نہیں ہے۔ اب یہ فیصلہ اسلامی معاشرے میں رہنے والے مسلمانوں کو خود کرنا ہوگا کہ وہ "اخوت اسلامی" کے الٰہی ایجنڈے پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں یا پھر تفرقہ، پھوٹ اور ایک دوسرے کو قتل کرنے کے شیطانی ایجنڈے پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مسلمان ایک

طرف تواللہ سبحانہ پر ایمان لانے کا دعویٰ کریں جس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند متعال کی اطاعت کے لئے آمادہ و تیار ہونے کا اعلان، جبکہ دوسری طرف شیطانی ایجنڈے پر عمل پیرا ہو کر اسلام کے قوانین کو پامال کر دیں۔ ایسا انداز، ایسا مزاج اور ایسا کردار انتہائی مذموم اور ناپسندیدہ ہے۔

عشق قاتل سے بھی مقتول سے ہمدردی بھی
یہ بتا کس سے محبت کی جزا مانگے گا (٦)

سجدہ خالق کو بھی ابلیس سے یارانہ بھی
حشر میں کس سے عقیدت کا صلہ مانگے گا (٧)

مسلمان وہ ہے جو کلمہ توحید پر ایمان رکھے اور کلمہ توحید (لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ) کا زبان سے بھی اقرار کرے اور اس کی گواہی دے۔ رسالت خاتم الانبیاء ﷺ پر ایمان رکھے اور آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی دے, قیامت اور معاد پر یقین رکھے اور اقرار کرے۔ اس بات پر ایمان رکھتا ہو کہ قیامت یقیناً آنے والی ہے اور انسان کو خداوند متعال کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب وکتاب دینا ہوگا۔

علماءِ اسلام کے نزدیک یہی تین ارکان اور بنیادیں یعنی: توحید خدا، رسالت محمد ﷺ اور قیامت اصول دین ہیں (٨) اور جو ان پر ایمان رکھے وہ مسلمان ہے ۔ اس کے بعد دیگر عقائد اور فروعی مسائل میں نظریاتی اختلاف سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوجاتا اور مسلمانوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ایک دوسرے پر کفر کی تہمت اور الزام لگا کر آپس میں لڑائی جھگڑا اور خون ریزی کریں, ایک دوسرے کا ناحق خون بہائیں اور جو بھی ایسا کرتا ہے وہ شیطانی اور طاغوتی ایجنڈے پر عمل پیرا ہے اور اسلامی معاشرے کی قوت و طاقت کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ عالم اسلام کے امن وامان کو تباہ اور افراتفری وانتشار پیدا کر کے دینِ مبین اسلام کے دشمنوں کی خدمت کر رہا ہے اور سمجھتا نہیں ہے۔ اپنے دنیاوی مقاصد و مفادات نے اسے اندھا اور بے بصیرت بنا دیا ہے۔ خواہشات نفسانی کی پیروی نے اسے اسلام سے خیانت پر آمادہ کیا ہے۔ سورۂ مبارکہ بقرہ کی گیارہویں اور بارہویں آیتوں میں ارشاد ربّ العزت ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ. اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ۔

یعنی: جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ برپا کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں حالانکہ یہی لوگ مفسد ہیں لیکن اپنے فساد کو سمجھتے نہیں ہیں"۔(۹)

ان دونوں آیات سے پہلے والی دو آیتوں میں بھی مفسد فی الارض کی حقیقت کو یوں بیان کیا گیا ہے:

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ۔

یعنی: "خدا اور صاحبان ایمان کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ اپنے ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں اور سمجھتے بھی نہیں ہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے اور نفاق کی وجہ سے خدا نے اسے اور بھی بڑھا دیا ہے اب اس جھوٹ کے نتیجہ میں انہیں دردناک عذاب ملے گا۔" (۱۰)

تمام مسلمانان عالم کلمہ توحید "لاالٰہ الّا اللہ محمّد رسول اللہ" پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول اور پیغمبر ہیں۔ قیامت و معاد پر یقین رکھتے ہیں۔ قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ اللہ کی کتاب اور رسول اکرم ﷺ کا زندہ معجزہ ہے جو رہتی دنیا تک بشریت کی ہدایت و نصیحت کے لئے آیا ہے۔ انسان قرآن حکیم کے دستورات اور اوامر پر ہی عمل کرکے دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کر سکتا ہے۔ اب ان مشترکہ مسلّم عقائد کے بعد تمام مسلمان امت واحدۃ ہیں جو خداوند متعال کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اور خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔ اس خدا تعالیٰ سے انسان کو ڈرنا چاہیے اور صرف اسی کی عبادت کرنا چاہیے۔

ضروری ہے کہ سارے مسلمان ایک دوسرے پر بے جا تہمت اور الزام لگانے سے گریز کریں اور اپنے نظریات، آراء اور عقائد کو منطقی دلائل کے ساتھ بیان کریں تاکہ حق روشن ہوسکے۔ زبردستی، زور و جبر سے اپنے نظریات کو دوسرے پر مسلط کرنا بغیر عقلی اور منطقی دلائل کے درست نہیں ہے۔ مشترکہ عقائد کے بعد ساری امت ایک امت ہے۔ خداوند متعال کا ارشاد ہے:

اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ

یعنی: بے شک یہ امت (یہ دین) ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہٰذا میری عبادت کیا کرو"۔(۱۱)

وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ

یعنی: "اور تم سب کا دین ایک دین ہے اور میں ہی سب کا پروردگار ہوں لہٰذا بس مجھ سے ڈرو"۔ (۱۲)

ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی ایمان بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک (۱۳)

ملت اسلامیہ کیلئے یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ سوچیں اور اسلام و قرآن کے سنہرے اصول پر عمل کریں۔ اگر یوں ہی اسلامی ممالک میں دھماکے ہوتے رہے، دہشتگردی ہوتی رہی، خون ریزی اور فتنہ و فساد جاری رہا افسوس کے ساتھ جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں؛ اگر مختلف مذہبی گروہ، فتنہ پرور چھوٹے سے گمراہ ٹولے کو فتنہ پھیلانے سے باز نہ رکھ سکے اور خدانخواستہ مصلحت پسندی کا شکار ہوگئے؛ اگر سب نے مل کر قلیل و مختصر تکفیری ٹولے کو انتشار و فساد پھیلانے سے نہ روکا اور باہمی اختلاف سے دوچار ہوئے اور مسلّمہ مشترک عقائد کے باوجود بعض فروعی و نظریاتی اختلافات کی وجہ سے آپس میں تفرقہ ڈالا تو پھر تمام مذہبی گروہ نقصان اٹھائیں گے اور دشمن کا لقمہ بن جائیں گے۔ دین مبین اسلام اور مسلمین کے دشمن ،استکبار عالم، کبھی بھی کسی گروہ کے ساتھ مخلص نہیں۔ پس اتحاد بین المسلمین، وحدت اسلامی اور اخوت اسلامی کے حقیقی مظاہرے ہی سے تمام مذہبی گروہ خود کو دشمن کا شکار اور لقمہ بننے اور برباد ہو جانے سے بچا سکتے ہیں۔ ایک ملت ،ایک امت کے فارمولے کے ذریعہ دشمنان اسلام کی سازشوں کا مقابلہ ممکن ہے ورنہ سبھی مٹ جاینگے۔ نہ فردی تشخص باقی رہے گا نہ ہی گروہی تشخص ،دشمن سب کو مٹادے گا، حاوی آجائے گا اور مسلط ہو جائے گا۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں (۱۴)

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابہ خاک کاشغر (۱۵)

لیکن یہ سب اسی وقت ہوگا جب دھماکے کرنے اور اسلامی معاشرے میں مسلمانوں کا خون بہانے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے جیسے سنگین اور گھناونے جرائم ،اسلامی معاشرے سے ختم کئے جائیں۔ مفسدین فی الارض اور جرائم پیشہ لوگوں کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے۔ بلکہ سارے مسلمان، سارے مذہبی گروہ ملکر

اس قلیل سے ٹولے کے ساتھ سختی سے نمٹیں اور انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں۔ ان کی حمایت کرنے کے بجائے حوصلہ شکنی کریں۔ انہیں نہی از منکر کریں اور اسلامی قوانین کے مطابق انہیں سزا دلوائیں۔ عدالت اور حکومت پر سب ملکر دباؤ ڈالیں اور ان کو اسلامی سزا دینے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے پر اصرار اور تاکید کرکے اپنے فریضہ کو پورا کریں۔ صرف زبانی جمع خرچ اور صرف لفظی مذمت کرکے ذمہ داری پوری نہیں ہوتی۔ بلکہ سنجیدگی سے ان نازک حالات میں عملی طور پر فسادی ٹولے کو اسلامی معاشرے کا امن وامان تباہ کرنے سے روکنا ہوگا۔ ورنہ سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسلامی معاشرے کی تباہی کے ذمہ دار ہونگے۔

صحیح معنیٰ میں اتحاد بین المسلمین کی کوشش کرنا اور گمراہ تکفیری گروہ کو نہی از منکر کرنا سارے مکاتب فکر کے علماء اور اسکالرز اور مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے بعض علماء و مفکرین کی اس سلسلے میں کوششیں قابل قدر ہیں، لیکن موجودہ حالات اور استکبار عالم کی سازشوں کو دیکھتے ہوئے اس سے کہیں زیادہ اور بہت ہی سنجیدگی سے اسلام کے سنہرے اصول کی طرف دعوت دینے کی ضرورت ہے تاکہ دشمنان اسلام کی سازشیں ناکام ہوسکیں۔

اسلام کے تمام مکاتب فکر کے نزدیک، فقہ اسلامی میں پانچوں فقہی مسالک کے نزدیک یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ وہ لوگ جو اسلامی معاشرے میں اسلحہ اٹھا کر، دھماکہ خیز اور تباہ کن ہتھیاروں کے زریعہ معاشرے میں خوف وہراس پھلائیں معاشرے کے پر امن باشندوں کو ہراساں کریں اور خوف زدہ کریں، دھماکے کریں اور لوگوں کو قتل کرکے فتنہ و فساد پھیلائیں، وہ مفسدین فی الارض کے زمرے میں آتے ہیں۔ ایسے مفسدین کی اسلامی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور سولی پر لٹکا دیا جائے۔ اسلامی فقہ کے لحاظ سے ان کے لئے سزائے موت ہے۔ (۱۶)

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اگر ایسے لوگ پکڑے جائیں اور گرفتار ہوجائیں تو طاغوتی اور شیطانی طاقتوں اور اسلام کے دشمنوں کی طرف سے حکومت پر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ انہیں سزائے موت نہ دی جائے اور رہا کر دیا جائے۔ حکومت اسلام، دشمن طاقتوں اور دنیا کے طاغوتی اور فرعونی حکمرانوں اور ان کے شیطانی نظام کے دباؤ میں آکر انہیں آزاد کر دیتی ہے اور عملی طور پر ایسے دہشتگردوں کو سزا نہیں دیتی۔ ایسے لوگوں کی حمایت کی جاتی ہے تاکہ ملک میں خوف وہراس پھیلایا جائے، دہشتگردی کو فروغ حاصل ہو اور اسلامی معاشرہ تہہ و بالا ہو جائے، افراتفری کا شکار ہو جائے۔ تمام مکاتب فکر کے لوگوں کی ذمہ داری

ہے کہ اسلام کے قانون کو اس سلسلہ میں جاری کرنے کے لئے متحد ہو کر کوشش کریں تاکہ عالم اسلام اور اسلامی ممالک، دشمنوں کی گھناؤنی سازش سے بچ سکیں۔

حقیقی اسکالرز اور علمائے حق کا فریضہ ہے کہ وہ اسلامی بیداری کی کوشش کریں اور بیداری کی جو لہر چلی ہے اسے صحیح سمت میں گامزن کریں۔ ورنہ حکمران، سیاست دان، میڈیا کے زریعہ حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے والے اور بہت سے علمائے سو اپنی دنیا کیلئے، اپنے مادی مقاصد اور فائدے کیلئے دشمنوں سے براہ راست یا دشمنوں کے واسطوں کے ذریعہ بالواسطہ پیسہ لیکر دولت لیکر نہ فقط یہ کہ خاموش رہتے ہیں، بلکہ مسلمانان عالم کو اور بھی تشویش میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

یہ اسلام کیلئے بڑی آفت اور مسلمانوں کیلئے بہت بڑی آزمائش وامتحان ہے۔ لہٰذا بیداری کی ضرورت ہے، بصیرت کی ضرورت ہے تاکہ حقائق کو سمجھا جاسکے اور ان حالات سے نمٹا جاسکے۔ جب تک معاشرے کی باگ ڈور تنگ نظر، خائن، دنیا کے لالچی اور بے دین لوگوں کے ہاتھوں میں ہو گی، عالم اسلام اس زبوں حالی سے باہر نہ نکل سکے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ عالم اسلام میں اسلامی ممالک میں حقیقی بیداری رونما ہو۔ مسلمان با بصیرت ہو جائیں، اپنے حقیقی دشمنوں کو پہچانیں، ان کی سازش سے آگاہ اور باخبر ہوں۔ نادانی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے، دانائی و بصیرت کے ساتھ حقائق کو سمجھ کر بیرونی اور اندرونی دشمنوں سے نمٹیں اور ان کی سازشوں کو خاک میں ملا دیں۔

اس مقالے کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ تصویر کا دوسرا رخ بھی پیش کیا جائے اور تحقیقی جائزے کے دوسرے پہلو کو بھی مکمل طور پر قارئین کے سامنے پیش کیا جائے۔ تحقیقی جائزے میں تصویر کا دوسرا رخ اسلامی ممالک میں مختلف سیاسی احزاب، پارٹیوں، سیاسی گروہوں اور وہاں موجود مختلف سیاسی شخصیتوں کا کردار، اور اس طرح ان ممالک کی افواج اور وہاں کے فوجی افسران کا رول ہے۔

ملکی اقتدار و حکومت کے حصول کے لیئے اسلامی ممالک میں مختلف سیاسی پارٹیوں اور احزاب اور سیاسی گروہوں کے درمیان رقابت اور رسا کشی جاری اور چلتی رہتی ہے۔ دنیا پرستی، قدرت طلبی اور اقتدار کی خواہش نے اکثر سیاسی شخصیات اور سیاسی پارٹیوں کو اندھا کر دیا ہے اور وہ حق سے بے بہرہ ہیں۔ ان کے پیش نظر صرف اپنے ہی سیاسی اور مادی و دنیاوی مفادات ہیں، اس کے علاوہ کوئی چیز ان کی نگاہ میں اہم نہیں ہے۔ نہ ہی انہیں اپنے وطن اور ملک کے باشندوں سے کوئی ہمدردی ہے اور نہ ہی ملکی ترقی اور وقار کی فکر ہے۔ اگر ان کی نگاہ میں کوئی چیز اہم ہے تو وہ ان کی دنیا، مال و متاع دنیوی اور حصول قدرت و

اقتدار اہم ہے۔اب اس کے لئے اگر ان کو انسانی اور اسلامی اقدار کو پامال کرنا پڑے تو وہ ایسا ہی کرتے ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اسلامی معاشرے میں اپنے جھوٹے پروپیگنڈے اور جھوٹے دعوے کے ذریعہ لوگوں کو دھوکہ وفریب دیتے ہیں۔

الغرض اسلامی معاشرے میں ان کے کردار سے افراتفری اور لڑائی جھگڑا ہوتا ہے تو ہو،انہیں صرف اپنا اقتدار عزیز ہے۔جس کے لئے بھائی کو بھائی سے لڑوادیتے ہیں، تمام اخلاقی اقدار کواپنے پاؤں تلے کچل دیتے ہیں۔اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے معاشرے میں خونریزی کرنا پڑے،لوگوں کاخون بہانا پڑے، فتنہ و فساد برپا کرنا پڑے وہ سب کچھ کر دیتے ہیں۔دین ومذہب کو اپنی شہرت اور اپنے اقتدار اپنی دنیاکے لئے ذریعہ اور وسیلہ بناتے ہیں۔مختلف مذہبی گروہوں کو آپس میں لڑاتے ہیں تاکہ ان تمام مذموم اور ناپسندیدہ کاموں کے ذریعہ اپنے مذموم اہداف کو حاصل کر سکیں۔یہ وہ باتیں ہیں جو روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور ان کو ثابت کرنے کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔

اسلامی ممالک میں جو شخصیات اور جو پارٹیاں برسراقتدار آتی ہیں معمولاً و غالباً وہ سب ملکی خزانے اور ملکی وسائل کو لوٹنےاور لوٹ مار کرنے میں مشغول ہو جاتی ہیں۔بیت المال مسلمین کو بیدردی سے اپنی عیاشیوں اور عیش وعشرت کے لئے خرچ کرتی ہیں۔جس کی وجہ سے اسلامی ممالک کے مسلمان اور باشندے فقروغربت اور بدبختی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

انہیں مسائل سے نجات دلانے والا اور ان سے حقیقی ہمدردی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔مضطرب اور پریشان مسلمانوں کے دل کی یہ آواز ہے کہ خدایا مرسل اعظم ﷺ کی امت کے لئے اب کوئی حقیقی مصلح اعظم بھیج دےجو اُمت مسلمہ کے بگڑے ہوئے امور کی اصلاح کرے۔ ان ظالم وجابر حکمرانوں ، ۔سیاستدانوں ،سیاسی پارٹیوں سے نجات دلاکر عالم اسلام اور روئے زمین سے ناحق خونریزی اور فتنہ و فساد کو ختم کرے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا (۱۷)

اس وقت مسلم ممالک ان ظالم اور نا لائق حکمرانوں اور سیاستدانوں کے آلودہ اور کثیف نظام کے اندر جھکڑے ہوے ہیں مختلف سیاسی شخصیتیں اور پارٹیاں اقتدار کے حصول کی خاطر اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے دشمن کے ساتھ گٹھ جوڑ کرتے ہیں۔ان کے ساتھ مل کران کی سازشوں کو کامیاب بنانے

کے لئے ان کے فار مولے اور ان کی پالیسی پر عمل کرتے ہیں یا کرنے کا یقین دلاتے ہیں۔ منافقت سے کام لیتے ہیں۔ عوام کے سامنے تو کچھ کہتے ہیں اور حقیقت میں دشمنانِ اسلام کے ساتھ دوستی کرتے اور انہیں خوش کرتے ہیں۔خداوند عالم ایسے تمام منافقین اور جھوٹے لوگوں کے شر سے بچائے، جن کی وجہ سے مسلمان ممالک تنزلی اور پستی کا شکار ہو چکے ہیں۔ دشمن کے مقابلے میں کمزور اور ذلیل و رسوا ہو چکے ہیں۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کے بارے میں تحقیق کرنے کے لئے کوئی پاپڑ بیلنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ وہ واضح حالات ہیں جو اَظہرُ مِن الشّمس ہیں اور سبھی ان حالات کو سامنے دیکھ رہے ہیں۔ طاغوتی، فرعونی اور شیطانی حکومتیں اور طاقتیں ایسے گھٹیا، پست اور ضمیر فروش حکمرانوں، سیاستدانوں، میڈیا کے افراد طاغوتی سوچ رکھنے والے متکبر اور مستکبر فوجی افسروں، دین کے نام پر دین کی آڑ میں دنیا کمانے والے ملاؤں اور علماء سو کو اپنا وسیلہ بنا کر اپنا جاسوس اور آلہ کار بنا کر اسلامی معاشرے کو اختلافات سے دوچار کرتی ہیں۔ معاشرے میں خوں ریزی، فتنہ و فساد، لوٹ مار اور ناامنی پیدا کرنے کے لئے ایسے افراد جن کی تعداد بہت کثیر ہے استعمال کیئے جاتے ہیں اور اسلامی معاشرہ لڑائی جگڑے، خون ریزی، لوٹ مار اور فتنہ و فساد کی وجہ سے کمزور ہو جاتا ہے۔ایسے میں ان شیطانی طاقتوں کا اسلامی معاشرے اور اسلامی ملک پر تسلط آسان اور ممکن ہو جاتا ہے۔

آج افسوس کے ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ عالم اسلام، اسلامی ممالک سیاسی طور پر کمزور ہیں وہاں کے حکمراں اسلامی ممالک کے حقیقی دشمنوں کو دوست کہہ رہے ہیں کیونکہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا اور ان کے ساتھ دوستی نہ کی ان کی بات نہ مانی ان کا حکم نہ مانا، ان کی پالیسی پر عمل نہ کیا تو کوئی دوسرا سیاسی گروہ، کوئی فوجی افسر ان کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھا کر ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے ہمارا اقتدار چھین لے گا اور ہمیں نابود کر دے گا۔

اسلامی ممالک میں انہی خیانت کاروں نے خود بھی آپس میں پھوٹ ڈالی، تفرقہ ڈالا، لڑائی جھگڑا کیا اور عوام کو بھی بہکایا، بھڑکایا اور اسلامی معاشرے میں بھائی چارے کی فضا کو ختم کر دیا۔ بھائی کو بھائی سے لڑایا، نفرتیں پیدا کیں اور اس طرح شیطانی ایجنڈے پر سب نے مل کر عمل کیا اور دشمن کی سازش کو کامیاب بنایاہے۔ کیونکہ دشمن اور شیطان مسلمانوں کے درمیان لڑائی جھگڑا چاہتا ہے اور انہیں لڑا کر کمزور کرنا اس کا ہدف ہے۔ جبکہ اسلام انہیں بھائی بھائی بنا کر مضبوط اور قوی کرنا چاہتا ہے۔ پرامن اور

مستحکم و مضبوط اسلامی معاشرے کا قیام چاہتا ہے۔ عوام الناس کے دل کی اور عام مسلمانوں کے دل کی بھی یہی تمنا اور آرزو ہے۔
قرآن کریم فرماتا ہے :

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوْا اللهَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الحجرات ۱۰)

یعنی: " مؤمنین آپس میں بالکل بھائی بھائی ہیں لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو اور اللہ سے ڈرتے ہو کہ شاید تم پر رحم کیا جائے"۔ (۱۸) خداوند متعال تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی بن کر پُر امن معاشرے کے قیام کی توفیق عطا فرمائے۔

موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کی گذشتہ تاریخ اور اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کو ہمیشہ اس قسم کے حالات کا سامنا رہا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تاریخ سے سبق لیں اور عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہوئے اپنی غلطیوں کی اصلاح کریں۔ اس طرح ان مشکلات سے نکلنے اور بحر ان پر قابو پانے کی مخلصانہ کوشش کی جانی چاہیے۔

آخر میں ایک اور اہم نکتہ کی جانب اشارہ ضروری ہے کہ اسلامی معاشرے میں، اسلامی ممالک میں جو کفار اور دیگر مذاہب و ادیان کے لوگ رہتے ہیں اور ملکی قوانین کی پابندی کرتے ہیں پُر امن شہری ہیں اور اپنی ذمہ داریاں دوسروں کی طرح پوری کرتے ہیں تو وہاں مسلمانوں کو یہ کوئی حق نہیں کہ ناحق ان پر ظلم کریں، ان کو قتل کریں اور ان کی آبرو سے کھیلیں۔ بلکہ اسلام نے ایسے پُر امن اور اپنی ذمہ داریوں اور قوانین کی پابندی کرنے والے شہریوں کے ساتھ مسالمت آمیز زندگی گزارنے کی تعلیم دی ہے اور یہ اجازت نہیں دی کہ ان کو نقصان پہنچایا جائے۔

حکومت کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ معاشرے میں مسلمانوں کی طرح، ان کی جان مال عزت و آبرو کا تحفظ کرے اور اگر کوئی ان کے ساتھ زیادتی کرتا ہے تو انہیں روکے۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے کردار سے اسلام پر عمل کرنے کے بجائے اپنی خواہشات کی پیروی کی اور شدت پسندی اور انتہا پسندی اور قدامت پسندی کو اپنا کر اور غیر منطقی طریقہ کو اختیار کرکے اسلام کی بدنامی کا سامان فراہم کیا ہے۔

اسلام تو ایک ایسے مثالی معاشرے کی تشکیل کا حکم دیتا ہے جہاں حقوق بشر کا مکمل لحاظ رکھا جائے۔ امن وامان اس معاشرے میں قائم ہو۔ وہاں رہنے والے اپنے آپ کو محفوظ پائیں۔ قاتلین اور مجرمین کو

اسلام کے حکیمانہ قوانین کے مطابق سزادی جائے تاکہ معاشرے سے جرائم کا خاتمہ ہو۔ ظلم و ستم ختم ہو جائے اور عدل وانصاف کا بول بالا ہو۔ تمام لوگ اپنے فرائض پر عمل کرتے ہوں اور سب کو انکے حقوق ملتے ہوں۔آخر میں خداوند متعال سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر مثالی معاشرے کی تشکیل کی توفیق عنایت فرمائے۔

حوالہ جات[1]

۱. آل عمران ۱۰۳

۲. آل عمران آیت ۱۰۳

۳. تفسیر کبیر، ص ۱۷۹،۱۷۸ فخر الدّین رازی , ناشر: دارالفکر، تفسیر نمونہ آیت اللہ، ناصر مکارم شیرازی وہمکاران ,ج ۴، ۳ ص ۳۹،۳۸ مکتبۃ الاسلامیہ تہران.

۴. آل عمران آیت ۱۰۲

۵. آل عمران آیت ۱۰۴

۶. محفل شعر وادب (ویب سائیٹ)

۷. محفل شعر وادب (ویب سائیٹ)

۸. غایۃ المرام فی علم الکلام، ص، ۳٦۳ سیف الدین اآمدی، وشرح العقائد، ج، ۲ ص، ۲۷۱، التفتازانی۔ (ماخوذ از: استاد شیخ جعفر سبحانی، الالہیات ،ص ۱۰) عقائدَ استاد شیخ جعفر سبحانی (در صورت سوال وجواب)

۹. سورہ بقرہ، آیت ۱۲،۱۱

۱۰. سورہ بقرہ، آیت ۱۲

۱۱. سورہ انبیاء، آیت ۹۲

۱۲. سورہ مومنون، آیت ۵۲

۱۳. کلیات اقبال

۱۴. الفقہ علیٰ المذاہب الاربعۃ، مبحث احکام قطاع الطریق، ص، ٦۳ ج ۵ عبد الرّحمٰن الجزیری کے حاشیہ پر (دار الکتب العلمیۃ بیروت)

۱۵. کلیات اقبال

۱۶. کلیات اقبال

۱۷. کلّیات اقبال

۱۸. سورہ حجرات آیت ۱۰۔

اسلامی تہذیب کی تشکیل میں شیعوں کا کردار

سیدرمیزالحسن موسوی*
srhm2000@yahoo.com

کلیدی کلمات: تہذیب وتمدن، ،مدنیت، شیعہ، تشیع، ، فاطمی،آل بویہ، تفسیر،فقہ، تحریکِ ترجمہ۔

خلاصہ:

اکثر مسلمان موٴرخین نے اپنے سیاسی اور مسلکی مفادات کے پیش نظر اسلامی تہذیب کی تشکیل اہل تشیع کے تاریخی کردار کو درست بیان نہیں کیا۔انہوں نے اسلامی تہذیب کی تشکیل کاکارنامہ فقط خلفائے کرام اور چند مسلمان حکمرانوں کے نام لکھا۔ حالانکہ تاریخ کے گہرے مطالعہ سے ایسے واضح نشانات ملتے ہیں جو اسلامی تہذیب کی تشکیل میں ائمہ ٴاہل بیتؑ اور اُن کے پیروکاروں (امامیہ اثناء عشریہ ،زیدیہ،اسماعیلیہ) کے کردار کو نمایاں کرتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلامی تہذیب کی تشکیل میں حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہاالسلام اور آپ کے شاگردوں نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ مختلف علوم ومعارف کسی بھی تہذیب وتمدن کی اساس شمار ہوتے ہیں۔اسلامی تہذیب میں تفسیر،فقہ، فلسفہ وکلام،حدیث وغیرہ جیسے اسلامی علوم کی آبیاری میں ان ہستیوں کا کردار، اسلامی تاریخ تہذیب وتمدن کی تشکیل کاایک ناقابل انکار باب ہیں۔اس مقالہ میں ائمہ ٴاہل بیتؑ اور اُن کے شیعوں کے اسی کردار کو اجاگر کیا گیا ہے۔

* ۔ مدیر مجلّہ سہ ماہی "نور معرفت "نورالہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت)، بھارہ کہو، اسلام آباد۔

تمہید

عموماً اسلامی تاریخ کے مؤرخین نے حکمرانوں کے زیر تسلط ہونے کی وجہ سے شیعہ امامیہ کے تاریخی کردار کو اُس طرح پیش نہیں کیا جس طرح اُن کا حق تھا اور آج اسلامی تہذیب و تمدن کی تشکیل میں مسلمان خلفاء اور حکمرانوں ہی کو پیش کیا جاتا ہے اور ائمہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کا علمی اور معنوی کردار اُسی تعصب کا نشانہ بن جاتا ہے جس کی بنیاد اُموی اور عباسی حکمرانوں نے رکھی تھی۔ لیکن اس کے باوجود تاریخ کے گہرے مطالعہ سے بہت سے ایسے واضح نشانات ملتے ہیں جو اسلامی تہذیب میں اہل بیت اطہارؑ اور اُن کے پیروکاروں کے نقش قدم کو نمایاں طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس مقالے میں انہی نقوش کو نمایاں کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

تہذیب و تمدن کی تعریف

اس سے پہلے کہ ہم اصل موضوع کی طرف آئیں، خود کلمہ ''تہذیب و تمدن'' کی تعریف و توصیف کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ قاری کو اس تحریر میں اس کلمے کے استعمال کا ادراک ہو سکے۔

تہذیب کو انگریزی میں سویلائزیشن اور عربی و فارسی میں تمدن کہتے ہیں۔ تہذیب ایک ایسا گہوارہ ہے جس میں انسانیت پروان چڑھتی ہے، انسان کا تشخص قائم ہوتا ہے، اس کی شناخت ہوتی ہے، اس کے لیے ترقی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں اور اس کو اپنا کر وہ زندگی کے مراحل طے کرتا ہے اور دوسری اقوام و ملل سے ممتاز ہوتا ہے۔ ثقافت (کلچر) اور تہذیب (سویلائزیشن) کی اصطلاحات عمرانیات، تاریخ اور فلسفے کے مباحث میں استعمال ہوتی ہیں۔ البتہ ان کی فنی تعریف میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے لیکن بعض اوقات ان دونوں کو مترادف بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

تمدن کے عنوان سے کتابیں لکھنے والے علماء، دانشوروں اور لغت نویسوں کے مطابق تمدن ''مدینہ'' سے مأخوذ ہے جس کا معنی ''شہر'' ہے۔ اس لحاظ سے تمدن اور مدنیت (شہر نشینی) مترادف ہیں۔ لیکن اس کے اصطلاحی معنیٰ کے مطابق تہذیب و تمدن کا اطلاق انسانی زندگی کے اس مرحلے پر ہوتا ہے کہ جب انسان ترقی اور پیشرفت کرلیتا ہے اور ابزار و آلات سے استفادہ کرنے لگتا ہے۔ یعنی اپنی زندگی میں تبدیلی لاتے ہوئے وہ رفاہ و آسائش حاصل کرلیتا ہے۔ ایک مغربی دانشور کے مطابق انسان اب تک تہذیب و تمدن کے تین مراحل طے کرچکا ہے:

سب سے پہلا مرحلہ وہ ہے جب انسان زراعت اور کھیتی باڑی سے آگاہ ہوتا ہے۔اس مرحلے میں انسان کھیتی باڑی اور ذخیرہ اندوزی سے آگاہ ہوتا ہے۔لہٰذا اس مرحلے میں انسان کی زندگی میں ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے،اس کو ''زرعی تہذیب و تمدن'' کہا جاتا ہے۔
انسانی تہذیب و تمدن کا دوسرا مرحلہ وہ ہے جب انسان ''صنعت'' سے آگاہ ہوتا ہے۔اس مرحلے میں انسان صنعت و حرفت کو استعمال میں لاتا ہے اور آہن اور فولاد پر مسلط ہو جاتا ہے۔انسانی تہذیب و تمدن کا تیسرا مرحلہ ہمارے معاصر زمانے کا تمدن ہے، جسے ہم ''سائنسی تمدن'' کہتے ہیں۔اس مرحلے میں جو ملک و قوم جس قدر سائنس اور ٹیکنالوجی سے بہرہ مند ہوگی، اسی قدر دوسروں سے زیادہ پیشرفتہ اور ترقی یافتہ کہلائے گی۔اس لئے تمام ممالک کو انہی تین قسم کے تمدنوں کے لحاظ سے تین انواع میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

مادی اور معنوی تہذیب وتمدن

تہذیب و تمدن مادی بھی ہوسکتا ہے اور معنوی بھی۔مادی تمدن سے مراد صنعت،زراعت،سائنس و ٹیکنالوجی ہے جس کو موجودہ دور میں سائنسی ترقی کا نام دیا جاتا ہے۔ جبکہ معنوی تمدن سے مراد انسانی معاشروں کا مسالمت آمیز زندگی سے بہرہ مند ہونا ہے۔یہ تہذیب و تمدن کی اعلیٰ ترین قسم شمار ہوتی ہے۔ یعنی کسی معاشرے کے متمدن ہونے کے لئے یہی کافی نہیں کہ وہ صنعت اور ٹیکنالوجی سے بہرہ مند ہے (یہ بھی ایک تمدن ہے لیکن تمدن کی مطلوبہ اور آئیڈیل شکل نہیں اور نہ ہی اس سے انسان کو سعادت اور خوشبختی حاصل ہوسکتی ہے) بلکہ ایک آئیڈیل اور پسندیدہ تہذیب و تمدن وہ ہے جس میں انسان فکر و سوچ کے لحاظ سے بالغ ہو جائے اور کم از کم اس طرح زندگی گذارنے کے قابل ہو جائے کہ اُس کے ہاتھ سے کسی دوسرے انسان کو نقصان نہ پہنچے۔
یہ وہی مرحلہ ہے جس کی طرف اسلام انسانوں کو لے جانا چاہتا ہے جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔تہذیب و تمدن کی یہ (مادی و معنوی) تقسیم تمدن کے لغوی معنیٰ کے ساتھ زیادہ تناسب رکھتی ہے کیونکہ "مدینہ" (شہر) کے لفظ میں تہذیب و ثقافت کا وجود ضروری ہے، لیکن بَدَوی (خانہ بدوش) اور غیر مہذب معاشروں میں اس قسم کی کسی چیز کا تصور نہیں کیا جاتا۔لہٰذا جب ایک معاشرہ بدویّت سے مدنیّت کی طرف آتا ہے تو اس وقت اُسے مہذب و متمدن کہا جاتا ہے۔

البتہ یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ تہذیب و تمدن کو ان دو معنوں میں تقسیم کرنا درست ہے اور اس کی دوسری قسم (معنوی) تمدن پہلی قسم (مادی تمدن) سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ لیکن اصطلاحاً جب تمدن کہا جاتا ہے تو زیادہ تر اس کا مادی پہلو ہی مد نظر ہوتا ہے۔ یعنی ایک ایسے معاشرے کو متمدن سمجھا جاتا ہے جو صنعتی اور سائنسی لحاظ سے ترقی یافتہ ہو۔

لہٰذا ضروری کہ اس مقالے میں تہذیب و تمدن کے ان دونوں معانی کو مد نظر رکھا جائے۔ البتہ اہلِ دین و دیانت کی نظر میں صنعتی اور سائنسی تمدن ہی انسانی سعادت کے لئے کافی نہیں ہے، لیکن ممکن ہے مغربی دانشور اور دوسرے غیر دینی مکاتیب فکر اس بات کو قبول نہ کریں۔ چونکہ مغربی دنیا پر حاکم قدروں کے مطابق معنوی ترقی و پیشرفت سے زیادہ مادی ترقی و پیشرفت زیادہ اہم ہے۔ اسی لئے آج تک مغرب میں صنعت اور سائنس کو انسانیت کی تخریب میں استعمال کیا گیا ہے اور انسانی صلاحیتوں کو جنگی اسلحہ میں ترقی اور کمزوروں پر مسلط ہونے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ درحقیقت اُنہوں نے علمی آزادی کو سلب کرتے ہوئے علم و سائنس کو اپنی مادی اغراض پورا کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ اس لیے ہمارے نزدیک فقط مادی تمدن ہی کافی نہیں اس کے ساتھ معنوی تہذیب و تمدن بھی ضروری ہے جس کی ہمارے دین نے بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ بہر حال گزشتہ بحث کا خلاصہ یہ کہ ہر معاشرے میں انسان کی معنوی اور مادی کوششوں کے نتیجے میں ہی تہذیب و تمدن وجود میں آتا ہے۔

اسلامی تہذیب وتمدن کا تعارف

اسلامی تہذیب و تمدن سے مراد مسلمانوں کی وہ ترقی اور پیشرفت ہے کہ جو اسلامی تعلیمات کے نتیجے میں وجود میں آئی۔ اس میں وہ تمام علوم وفنون شامل ہیں جن میں مسلمانوں نے ترقی کی اور ان کے دنیا میں پھلنے پھولنے میں کردار ادا کیا۔ مثلاً طب و سائنس، فلسفہ اور کلام اور دوسرے علوم وفنون جن میں مسلمان علماء اور دانشوروں کی کوششوں کو تاریخ نے ثبت کیا ہے۔ اسی طرح عظیم الشان کتابخانوں، علمی مدارس اور تاریخی عمارتوں کی تاسیس اور انسانی آسائش و رفاہ کے کاموں میں مسلمانوں نے جو کوششیں کی ہیں وہ بھی اسلامی تہذیب و تمدن کا ایک اہم حصہ ہیں۔

اسلامی تمدن کا سرچشمہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی افکار ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ اور دوسرے بزرگان دین نے علم و دانش کے حصول کی تشویق پر مبنی جو فرامین اور ہدایات دی ہیں، اُنہی سے اسلامی تمدن کی بنیادیں